سوال

فت رفع الیدین 601

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

: سجدہ کو جاتے اور سجدہ سے اٹھتے وقت رفع الیدین مسنون ہے یا نہیں ؟ سجدہ کی رفع یدین کی احادیث قابل عمل ہیں یا نہیں ؟ اگر نہیں تو کیوں ۔ حالانکہ سجدہ کی رفع الیدین کی احادیث کتب سنن و غیر سنن میں ایک جماعت صحابہ سے آئی ہیں ۔ جن میں ضعیف اور غیر ضعیف بھی ہیں ۔ اگرچہ ضعیف ہیں مگر کثرت ط

تقد«ان روایۃ ابی اسحاق من طریق شعبۃ محمولۃ علی السماع وان کانت معنعنۃ قال الحافظ ابن حجر فی طبقات المدلسین قال البیہقی وروینا عن شعبۃ انہ قال کفیتکم تدلیس ثلثۃ الاعمش وابی اسحاق وقتادہ قال الحافظ فھذا قاعدۃ جیدۃ فی حدیث ہولاء الثلاثۃ انہا اذا جاءت من طریق شعبۃ دلت علی السماع ولو کانت معنعنۃ ۔ »

ں263مع عون المعبود میں ہے تائید کرتی ہے ۔ جو میرے نزدیک راوی ثقہ اور عادل ہیں ۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ امام ابوداؤد نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کو ہمام نے بھی محمد بن حجادہ سے روایت کیا ہے لیکن اس نے سجدہ کی رفع یدین کا ذکر نہیں کیا ۔ محمد بن حجادہ کے صرف ایک شاگرد عبدالوارث نے

علاوہ ان ہر دو روایت کے متعدد احادیث ضعیفہ اور عمل ایک جماعت صحابہ و تابعین کا ان روایتوں کو قوت دیتا ہے ۔ بعض اہل علم سجدہ کی رفع یدین کی احادیث پر یہ جرح کرتے ہیں کہ حدیث عبداللہ بن عمر اور علی بن ابی طالب اور موسیٰ اشعری ان احادیث کے معارض ہیں ۔ کیونکہ ان کی احادیث میں سجدہ کی

؟ ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

م السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سجدہ میں رفع یدین کی احادیث شبہ سے خالی نہیں ۔ جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے ۔

اصول حدیث میں لکھا ہے کہ اگر کوئی محدث اسنادہ صحیح کہے تو اس سے صحبت حدیث ثابت نہیں ہوتی ۔ ہاں اگر اسنادہ صحیح کہہ کر اس کے بعد کوئی جرح ذکر نہ کرے تو یہ صحت حدیث پر دلالت ہوگی کیونکہ اگر کوئی جرح ہوتی تو وہ سکوت نہ کرتا ۔

الفیہ عراقی میں ہے ۔

للاسناد بالصحۃ او بالحسن دون الحکم للمتن راوَاوقبلہ ان اطلقہ من یعتمد ولم یعقبہ لضعیف ینتقد»

یعنی اسناد کے صحیح یا حسن ہونے کا حکم متن کے صحیح یا حسن ہونے کو نہیں چاہتا ۔ ہاں معتمد علیہ محدث اسناد پر صحیح یا حسن ہونے کا حکم کرے اور اس کے بعد کوئی ضعف بیان نہ کرے ۔ جس سے متن کی تنقید ہو تو اس صورت میں متن بھی صحیح ہوگا ۔

اس عبارت کا مطلب اگرچہ بعض نے اتنا ہی بیان کیا ہے ۔ مگر اصل یہ ہے کہ اس عبارت سے دو باتیں مفہوم ہوتی ہیں ۔ ایک یہ کہ متن پر صحت یا حسن کا حکم لگانا یہ حدیث کے صحیح یا حسن ہونے کا کم درجہ ہے ۔ کیونکہ اسناد پر حکم لگانے کی صورت میں یہ احتمال رہتا ہے کہ شاید اس میں شذوذ یا علت وغیرہ ہ

ہذا حدیث صحیح الاسناد دون ولا یصح لکونہ شاذا او معلا غیر ان المصنف المعتمد منہم اذا اقتصر علی قولہ انہ صحیح الاسناد ولم یذکر لہ علۃ ولم یقدح فیہ فالظاہر منہ الحکم لہ بانہ صحیح فی نفسہ لان عدم العلۃ والقادح ہو الاصل والظاہر واللہ اعلم»

یعنی محدثین کا یہ کہنا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد یا حسن الاسناد ہے ۔ یہ ان کے قول سے کہ یہ حدیث صحیح ہے ۔ یا یہ حدیث حسن ہے ۔ کم ہے ۔ کیونکہ بعض دفعہ کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور درحقیقت بوجہ شاذ یا معلل ہونے کے حدیث صحیح نہیں ہوتی ہاں معتمد مصنف صحیح الاسناد کہہ کر کوئی علت اور ٔ

بارت سے اوپر کی دونوں باتیں اچھی طرح واضح ہوگئیں کیونکہ اسناد صحت یا حسن کے حکم لگانے کی بابت کہا ہے کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث صحیح ہے اور جب براہ راست حدیث پر صحت یا حسن کا حکم لگایا تو یہ حدیث کے صحیح یا حسن ہونے کی تنصیص اور تصریح ہے ۔ اور ظاہر کا درجہ تنصیص سے کم ہے

ں2 میں مدلسین کے پانچ مراتب ذکر کئے ہیں ۔ ان سے تیسرے مرتبہ کی بابت فرماتے ہیں :

اکثر من التدلیس فلم یحتج الائمۃ من احادیثہم الا بما صرحوا فیہ بالسماع ومنہم من قبلہم کابی الزبیر ۔ المکی انتہی ۔ ،،

یعنی تیسرے مرتبے کے وہ لوگ ہیں جو تدلیس بہت کرتے ہیں ۔ ایسے لوگوں کی احادیث سے ائمہ نے استدلال نہیں پکڑا ۔ مگر جن روایتوں میں انہوں نے سماع کی تصریح کی ہے وہ لائق استدلال ہیں اور بعض محدثین نے ان کی احادیث کو مطلق رد کر دیا ہے ۔ خواہ سماع کی تصریح کریں یا نہ ۔ اور بعض محدثین ۔

اس کے بعد آگے چل کر اس مرتبہ کے پچاس آدمی بتلائے ہیں ۔ جن سے ایک قتادہ کو بھی شمار کیا ہے ۔ چنانچہ فرماتے ہیں :

''قتادہ بن دعامۃ السدوسی البصری صاحب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کان حافظ عصرہ وہو مشہور بالتدلیس وصفہ بہ النسائی وغیرہ ،، (طبقات المدلسین ص 18)

یعنی قتادہ بن دعامہ سدوسی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد اپنے زمانے کے حافظ تھے ۔ اور وہ تدلیس کے ساتھ مشہور ہیں ۔ امام نسائی وغیرہ نے ان کو مدلس کہا ہے ۔

ب یہاں دو صورتیں ہیں ۔ ایک یہ حافظ ابن حجر نے قتادہ کی تدلیس کا اعتبار نہ کیا ہو ۔ اور اس کی حدیث کو مطلقاً قبول کرتے ہوئے اسناد صحیح کہہ کر سکوت کیا ۔ جس سے اوپر کے قاعدہ کے مطابق یہ حدیث ادنی درجہ کی صحیح ہوگئی ۔ دوسری صورت یہ کہ قتادہ چونکہ تدلیس کے ساتھ مشہور ہیں ۔ اس لیے اسناد صحیح کے

بقات المدلسین کی عبارت جو مولوی صاحب مرحوم نے تحفۃ الاحوذی میں نقل کی ہے وہ پوری اس طرح ہے :

(وقال البیہقی ، فی المعرفۃ روینا عن شعبۃ قال کنت اتفقد فم قتادۃ فاذا قال حدثنا وسمعت حفظتہ واذا قال حدث فلاں ترکتہ وروینا عن شعبۃ انہ قال کفیتکم تدلیس ثلاثۃ الاعمش وابی اسحق وقتادہ (قلت فھذہ قاعدۃ جیدۃ ۔ الخ (طبقات المدلسین ص 21)

یعنی بیہقی نے معرفہ میں کہا ہے کہ ہم نے شعبہ سے روایت کی ۔ فرماتے تھے کہ جب قتادہ حدیث سناتے تو میں ان کے منہ کی طرف خیال رکھتا ۔ جب حدثنا اور سمعت کہتے تو میں یاد کرلیتا ۔ جب حدیث کہتے تو میں چھوڑ دیتا ۔ نیز بیہقی نے کہا ہم نے شعبہ سے روایت کیا فرماتے تھے میں نے تین کی تدلیس سے

اسحاق ۔ قتادہ میں (حافظ ابن حجر) کہتا ہوں ۔ یہ عمدا قاعدہ ہے ۔ ان تینوں سے جب کوئی روایت شعبہ کے واسطہ سے آئے تو وہ سماع پر دلالت کرے گی ۔ خواہ عن ہی کے ساتھ روایت ہو ۔

بارت کے پہلاحصہ میں ہے کہ شعبہ نے قتادۃ سے وہی روایتیں لی ہیں جن میں سماع کی تصریح ہے باقی چھوڑدی ہیں ۔ تواب عن والی روایت شعبہ سے آہی نہیں سکتی تواس کے سماع پر محمول ہونے کے کیا معنی ؟اوراس صورت میں قتادۃ کی تدلیس کی کفالت کرنے سے شعبہ کا یہ مطلب ہوگا کہ جب قتادۃ کا کوئی د

اس کے علاوہ مالک بن حویرث کا صرف دوجگہ رفع الیدین کرنا بتلارہاہے کہ سجدہ کی رفع یدین کوئی مستقل رفع الیدین نہیں ۔ بلکہ یہ وہی ہے جو سجدہ کوجاتے اور سجدہ سے سراٹھاتے وقت ہاتھ رکھے اوراٹھائے جاتے ہیں ۔ کیونکہ احادیث کے مطابق دونوں ہتھیلیاں سجدہ میں کبھی کندھوں کے برابر کبھی منہ کے د

پھریہاں ایک اورڈبل اعتراض پڑتاہے وہ یہ کہ اثبات اور نفی دونوں قسم کی احادیث میں استمرار کا صیغہ ہے جو ہمیشگی اوراستمرار کوچاہتا ہے تواب اس طرح سے موافقت نہیں ہوسکتی کہ کبھی کرتے کبھی نہ کرتے بلکہ اس کی صورت یہی ہے کہ سجدہ میں رفع الیدین سے مراد مستقل رفع یدین نہیں بلکہ وہی شکل و ہ

رہی وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث جس کوآپ نے اصل قراردیا ہے ۔ اس میں عبدالوارث بن سعید بے شک ہمام سے زیادہ ثقہ ہے ۔ لیکن ہمام کوخارج سے تقویت بہت ہے ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی متفق علیہ احادیث جن میں سجدہ میں رفع یدین کی نفی ہے اس کے شواہد ہیں پھر شرح نخ

ں اس جہت سے بھی اس روایت کوتقویت ہوگئی پھر عبداللہ بن وائل کے استاد میں اختلاف ہے عبیداللہ بن عمر بن یسرہ رضی اللہ عنہ جواعلی درجہ کے ثقہ ہیں جن کی بابت تقریب میں ثقہ ثبت لکھاہے یہ عبدالوارث سے وائل بن علقمہ نقل کرتے ہیں ۔ اورابوخیثمہ زہیر بن حرب بھی اسی اعلی درجہ کے ثقہ ہیں و

اس سے معلوم ہواکہ کوئی ضروری نہیں کہ زیادہ ثقہ کی بات کو ہمیشہ ترجیح ہواکرے بلکہ بعض خارجی شواہدادنی کواعلی کردیتے ہیں ۔ اوراسی کی بات درست ہوتی ہے ۔ پس اس بناء پر ہمام کی روایت کوترجیح ہونی چاہیے اوریہی وجہ ہے کہ امام مسلم ۔ ہمام کی روایت اپنی کتاب میں لائے ہیں ۔ اور عبدالوارث کی نہ

وباللہ التوفیق

فتاویٰ اہلحدیث

کتاب الصلوۃ، نماز کی کیفیت کا بیان، ج2ص125

محدث فتویٰ